علماء کے سائے میں

انٹرویو از فضیلة الشیخ محمد حسن راشد حفظه الله

فضیلة الشیخ محمد حسن راشد حفظه الله بلتستان کے "علاقہ سادات وراجگان" کیریس اور اہل حدیث کمیونٹی کی ایک مایہ ناز ہستی ہے۔ مولانا موصوف آج کل انگلینڈ کے مشہور شہر برنگھم میں دعوت اسلام کا فریضہ تن من دھن کے ساتھ انجام دے رہے ہیں۔ آپ کی پوری زندگی جدو جہد، مسلسل محنت، جذبہ ولگن، صبر وتحمل اور جوانمردی سے عبارت ہے۔ آپ کی سعی پیہم سے بھر پور زندگی کا مطالعہ عظیم شخصیات کے شب وروز سے سبق حاصل کر کے آگے کی طرف بڑھنے والوں کے لئے قندیل منور بھی ہے اور سنگ میل بھی۔

جب انسان کو زندگی کے مختلف موڑ پر یاس وقنوط سے واسطہ پڑتا ہے، لیکن ہمت ہارے بغیر مردانہ وار مقابلہ کرتا ہے تو بالآخر:

کامیابی قدم چومتی ہے جو زمانے میں ہمت نہ ہارے

کے مصداق منزل مراد کے ساحل پر کشتی لنگر انداز ہو جاتی ہے۔ ہو بہو یہی واقعہ ہماری اس شخصیت کے ساتھ پیش آیا ہے۔

امسال جب آپ جامعة دار العلوم بلتستان غواڑی پہنچے تو ادارہ التراث نے اس سنہری موقع پر آپ سے ایک انٹرویو لیا، جو کہ نذر قارئین ہے۔ (ادارہ)

ادارہ التراث: جناب مولانا محمد حسن راشد صاحب! ہم آپ کو جمعیت اہل حدیث بلتستان کے مرکزی ادارے جامعہ دار العلوم بلتستان میں تشریف آوری پر "خوش آمدید" کہتے ہیں اور اس نادر موقع پر ہم آپ سے انٹرویو کر کے استفادہ کرنا چاہتے ہیں۔ جناب مولانا صاحب! آپ ہمیں اپنی ذات محترم سے متعلق کچھ بتایئے۔

☆ **الشیخ راشد**: الحمد لله والصلاة والسلام علی رسول الله میں آج اپنے اسلامی، ہم عقیدہ وہم مسلک احباب اور مستقبل کے دعاۃ حضرات سے ملتے ہوئے نہایت ہی سرور وکیف محسوس کرتا ہوں، حقیقت یہ ہے کہ میرے پاس جذبات واحساسات کی تعبیر کرنے کے لئے الفاظ ناپید ہیں۔ میں آج سے چالیس برس قبل یہاں آیا تھا' چالیس سال ماضی کے دار العلوم اور آج کے دار العلوم میں موازنہ کرنے پر ان دونوں میں بُعد المشرقین کی مسافت پائی۔ میں انگشت بدندان رہ گیا ہوں، اللہ کرے یہ تیز رفتار ترقی مسلسل جاری رہے۔ آمین

میرا نام محمد حسن راشد بن رضاء الحق ہے۔ میرے والد محترم مرحوم اپنے وقت میں منقولات اور معقولات کے بڑے عالم تھے اور میری تاریخ پیدائش لوگوں کے بیان کے مطابق ۱۹۴۴ء ہے۔ میں اپنے بھائیوں میں سے سب سے چھوٹا ہوں۔ کم عمری ہی میں ایک ہی ہفتے کے اندر والدین داغ مفارقت دے گئے' اور میری زندگی کے کٹھن ایام شروع ہوئے۔ میں نے

مشکل ترین لمحات زندگی کا سامنا شروع کیا۔ میں تعلیم حاصل کرنے کا بہت ہی شوقین تھا۔ آغاز میں مولوی محمد رحمہ اللہ کے پاس پڑھتا رہا۔ اس کے بعد جامعة العلوم السعودیہ کراچی میں دو سال پڑھا۔

اس کے بعد فیصل آباد کے الجامعة السلفية میں پڑھنے لگا' اسی دوران مدینہ یونیورسٹی وجود میں آ کر تعلیم شروع ہو چکی تھی۔ میں نے وہاں کے وائس چانسلر الشیخ عبدالعزیز ابن باز" کو داخلہ کے لئے درخواست بھیجی تو مبہم الفاظ میں قبولیت کی اطلاع آئی جب میں سعودی سفارت خانہ کراچی پہنچا' تو بتایا گیا کہ تمہارا صرف یہ خط ویزا لگانے کے لئے کافی نہیں۔ پھر میری درخواست پر الشیخ موصوف نے جہاز کا ٹکٹ اور واضح موافقت بھیج دی، مدینہ پہنچا، تو میرے پاس سوائے ایک شهادة حسن السيرة والسلوك کے کوئی تعلیمی سند وغیرہ نہیں تھی کیونکہ میں پاکستان میں کہیں سے بھی فارغ التحصیل نہیں ہوا تھا' الشیخ ابن بازؒ نے میرا والہانہ استقبال کیا' میں نے موصوف جیسا متواضع ورحیم انسان کوئی نہیں دیکھا۔ جب میں مدیر التسجیل (رجسٹریشن آفیسر) کے پاس پہنچا' تو اس نے مجھ سے کہا ''سبحان اللہ! تم بغیر کسی تعلیمی اسناد کے یہاں کیسے پہنچا؟ اور کیسے قبول ہوا؟'' بہر حال اول اعدادی میں داخلہ دینے پر راضی ہوئے۔ مگر مجھے اصرار تھا کہ ضرور ثالث ثانوی میں داخلہ لینا ہے۔ انہوں نے کہا امتحان لے کر فیصلہ کیا جائے گا۔ اور امتحان اس طرح ہوا کہ الشیخ عبدالقادر شیبۃ الحمد نے بلوغ المرام کی عبارت پڑھوائی۔ الشیخ محمد مجذوب نے کتاب "الرعیل الاول'' کے ایک صفحے 'باب حرب'' میں اعراب وتنوین کی نوعیت پوچھی' درست جواب پانے پر الثانية الثانوية میں داخلہ دیا۔ الجامعة الإسلامية کلیة الدعوة سے ۱۹۷۰ء بمطابق ۱۳۹۰ھ فارغ ہوا۔ وہاں سے فارغ ہونے پر شام میں علامة الشام محمد ناصر الألبانی رحمة الله علیه کے پاس جانے کا پروگرام بنایا' لیکن سوء قسمت! ویزا حاصل نہ کر سکا۔ تو شیخ صاحب نے مصر جانے کی تاکید کی' وہاں پہنچا تو رجسٹرار نے جامعہ اسلامیہ کے نئی یونیورسٹی ہونے کا بہانہ کر کے ماجستر (ماسٹر ڈگری) میں داخلہ دینے میں لیت ولعل سے کام لیا۔ اس دوران میرے استاذ الشیخ عبد المحسن العباد وہاں عمید کے پاس پہنچ گئے' میں بھی استاذ محترم سے گہرے انداز میں ملنے کے بعد اس کے پہلو میں بیٹھ گیا' صرف ان کے پاس بیٹھنے پر عمید الکلیة نے میرا نام درج کیا اور داخلہ دیا۔ دو سال کے بعد فارغ ہوا تو ڈاکٹریٹ کے لئے نام درج کیا۔ لیکن حکومت مصر نے امن وامان کا بہانہ بنا کر مجھے وہاں سے فارغ کر دیا۔ پھر وزارت شؤون سعودیه نے مجھ سے کوئی تعلیمی اسناد اور دستاویز لیے بغیر اپنا مبلغ بنا کر الجامعة السلفية پاکستان بھیجا۔ پچھلے سال، ٹھیک ۳۲ برس بعد وہاں سے ایک خط آیا:

''آپ کا فائل تمام تعلیمی اسناد سے خالی ہے' آپ کہاں کے فارغ ہیں؟ براہ کرم اپنی تعلیمی اسانید ارسال کیجئے۔''

میں خود حیران رہ گیا، یاداشت پر بہت زور دینے پر یاد آیا کہ انہوں نے مجھ سے کوئی سند مانگی تھی، اور نہ میں نے پیش کیا تھا۔ الجامعة السلفية میں چند تدریسی سال گزارنے کے بعد میرے مطالبہ پر نائیجیریا بھیجا، وہاں شریعت فیکلٹی کانو میں دس سال پڑھایا۔ پھر وہاں سیاسی فضا مکدر ہوگئی، جان ومال کے لالے پڑ گئے' تو وزارت کو برطانیہ بھیجنے کی درخواست دی' جو منظور ہوئی اور آج تک وہیں ہوں۔ دوران قیام نائجیریا میں نے مصر میں انصار السنة کے ایک ساتھی کے تعاون سے ایک مصری خاتون سے شادی کی' شادی کے ۱۰ سال بعد امن وسلامتی کے نظام کی آڑ لے کر حکومت مصر نے میرے مصر میں آنے جانے پر مستقل پابندی لگادی۔

مکمل پابندی لگنے سے قبل حلوان (مصر) میں محمد قطب کے گھر میں زینب غزالی کی موجودگی میں ایک فلسطینی نژاد مصری صالح سرية نامی شخص سے تعارف ہوا' وہ شیخ البانی کے بڑے مداح اور سلفی العقیدۃ تھے' میں جب جامعة الدول العربية (عرب لیگ) کے دفتر میں گیا' میں نے Ph.D کے لیے درخواست دے رکھی تھی' وہاں کرسی پر میرا یہ دوست براجمان تھا' مجھے خوش آمدید کہا' میرا فارم بھی اسی نے بھرا' لیکن وائے ناکامی! اس نے خطة البحث (مقالے کا خاکہ) مانگا' مراجع دیکھ لیے جو کہ حدیث، اصول حدیث، تفسیر وغیرہ پر مشتمل تھے۔ مراجع کا جائزہ لے کر اس نے ایک دھماکہ خیز سوال داغا: "تم عربی زبان جانتے ہوئے ان کتابوں پر کیوں اعتماد اور رجوع کرتے ہو!؟ یہی وہ کتب ہیں جو مسلمانوں کو رجعيت (قدامت پسندی وتخلف) کی طرف لے گئی ہیں؟!"

میں یہ سن کر بھونچکارہ گیا' اور کہنے لگا کہ یہ کتابیں رجعیت کی طرف نہیں بلکہ تقدم (ترقی) کی طرف لے جانے والی ہیں، ترقی وتمدن کے راز انہی میں پنہاں ہیں۔ حقیقت بعد میں کھل گئی کہ یہ شخص حکومت کے خلاف ایک حركی یعنی (سرگرم رکن) تھا۔ میں نے نفرت وبیزاری کے عالم میں اس سے تعلق ترک کردیا' یہ شخص خود بھی گورنمنٹ کی Black List میں تھا۔

Ph.D کی تگ ودو کے دوران میں حکومت سعودیہ کا مشاہرہ لینے یا ترک کرنے کے سلسلے میں گومگو کے عالم میں تھا، اس ناقابل فراموش واقعے کے بعد فیصل آباد آیا۔ سات مہینے کے بعد میں نے ایک روز اخبار میں یہ خبر پڑھی: "صالح سرية نامی ایک شخص نے حکومت کا تختہ دھڑن کرنے کی ناکام کوشش کی۔ أمنية فنية عسكرية (مسلح گارڈ) نے اس کا انقلاب ناکام بناکر اپنی تحویل میں لے لیا۔"

میں اپنی جگہ یہ سوچ کر اللہ تعالی کے لئے سراپا تشکر بن گیا کہ اس نے مجھے مختلف بہانے سے نجات دی' اگر میں بھی

صالح سرية کے ساتھ ہوتا تو میری کیا درگت بنتی۔''

اس کے بعد ڈاکٹریٹ کا بھوت چونکہ مجھ پر سوار تھا' دوبارہ مصر گیا' لیکن ۱۹۸۱ء میں آخری بار نائیجیریا کے راستے مصر گیا تو ائیرپورٹ پر چار یوم تک مجھے حوالات میں رکھا گیا۔ اس دوران میری توہین و ریمانڈ میں کوئی کسر نہیں رکھی گئی۔ آج بھی ان ایام کو یاد کر کے میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

مصر آنے جانے کے دوران مجھ پر کڑی نگرانی وغیرہ کی وجہ سے میری مصری جورو نالاں اور دُور دُور رہنے لگی' اور مجھ سے طلاق مانگا۔ ابھی اس سے دو بچے ہیں: خالد اور عمرو۔ اول الذکر الجامعة المفتوحة بالقاهرة (اوپن یونیورسٹی) کا، اور دوسرا بھی مصر ہی کے كلية الحقوق کا طالب علم ہے۔

اس کے علاوہ میں نے بلتستان میں بھی شادی کی' الحمد لله اس جوڑے سے چار اولاد نرینہ اور دو بچیاں ہیں۔

☆ **التراث**: آپ نے مجلۃ التراث نمبر (۱۰) کا مطالعہ کیا ہوگا۔ اس بارے میں آپ کے تأثرات کیا ہیں؟

☆☆ **راشد**: میں نے التراث کے اہم نقاط کا مطالعہ کیا ہے۔ پوری طرح ابھی پڑھنے کا موقع نہیں ملا ہے۔ اندازہ ہوتا ہے کہ اس کے مقالات وقت کی ضرورت کے مطابق اور پُرمغز ہیں۔ ان شاء الله میں ابھی اگرچہ مسافت میں دور ہوں' مگر ہر طرح سے آپ سے رابطہ رکھوں گا اور حسب الامکان مضامین ارسال کرنے کی کوشش کروں گا۔

میرے عربی مضامین موجود ہیں۔ ان کو آپ اردو کے قالب میں ڈھال سکتے ہیں۔

☆ **التراث**: فضیلۃ الشیخ! آپ کب ماجستر سے فارغ ہوئے اور برطانیہ کس سال گئے؟

☆☆ **راشد**: میں ماجستر سے ۱۹۷۲ء بمطابق ۱۳۹۲ھ میں فارغ ہوا' اور برطانیہ ۱۹۸۵ء کے آخر میں گیا اور آج تقریباً ۱۸ سال بیت چکے ہیں۔

یہاں ایک تعجب خیز واقعہ بتاتا چلوں:

جب میں بہت چھوٹا تھا' تو بار بار خواب دیکھتا کہ کوئی مجھے ''ازوق'' (بلتستان کی مشہور روغنی روٹی) کھلاتا ہے، ساتھ ہی عملاً پیٹ پھول جاتا اور اسہال آنے لگتا' اور خواب میں یہ بھی دیکھتا کہ کیریس سے شمالی سمت سیرمیک کی طرف اڑتا ہوں۔

جب میں کراچی پہنچا، تو کسی تعبیر بیان کرنے والے نے اس خواب کی تعبیر اس طرح بتائی کہ: ''تم زندگی بھر حصول علم کی خاطر اڑتے رہو گے۔''

سبحان الله! یہ تعبیر سو فیصد پوری ہوگئی۔ اور آج تلک اڑ رہا ہوں۔

☆ التراث: وہ کون سے اسباب تھے کہ آپ نے دعوت وتبلیغ کے میدان کے لئے برطانیہ کو بلتستان پر ترجیح دی؟

☆☆ راشد: وہ اسباب درج ذیل ہیں:

(۱)- میں اپنے ساتھیوں کے برابر علم حدیث وعلوم اسلامیہ میں پختگی نہیں رکھتا تھا اور روایتی انداز میں پڑھانے کے لیے میں پاکستان کے کسی بھی مدرسہ کا فارغ نہ تھا۔ اور مجھے ہمیشہ اس کمی کا احساس رہا۔

(۲)- شاید بلتستان دعوت وتبلیغ کا اتنا محتاج نہ ہو جتنا برطانیہ ہے۔ کیونکہ بلتستان تو سو فیصد مسلمان آبادی ہے۔ اور اس بارے میں یہ حدیث بھی کار فرما رہی: { **لأن يهدى الله بك رجلا واحد خير لك من حمر النعم** } بالآخر صحابہ کرام ﷺ بھی تو دنیا میں تو پھیل گئے تھے۔

(۳)- مدینہ یونیورسٹی میں ایک استاذ ہمیشہ احادیث کی تأویل کرتا تھا۔ جیسے حدیث مصراۃ، حدیث "الظهر يركب بنفقته وعلى الذى يركب ويشرب النفقة، ولبن الدريشرب...... " وغیرہ۔ تو ہمیشہ یہ جذبہ موجزن رہا کہ علم حدیث کا فن اپناؤں اور ان تأویلوں پر رد کروں۔ اور یہ برطانیہ ہی میں واقع ہو رہا ہے، جہاں ہر طبقۂ فکر کے لوگ ہیں۔ اور صحیح طور پر حدیث کی تشریح وتبلیغ کرتا ہوں۔ چنانچہ جب سے فارغ ہوا ہوں، درس حدیث میں مشغول ہوں۔

☆ التراث: آپ کے اہم اساتذہ کون کون ہیں؟

☆☆ راشد صاحب: کراچی میں میرے اساتذہ میں قابل ذکر مولانا حکیم الدین عبدالغفار حسن اور یوسف کلکتوی جامعہ سلفیہ میں مولانا کرم الدین اور مولانا بنیامین وغیرہ، مدینہ منورہ میں: مولانا عبدالغفار حسن، الشیخ عبدالقادر شیبۃ الحمد، الشیخ عبدالمحسن العباد، الشیخ امین الشنقیطی اور الشیخ مختار الشنقیطی وغیرہ اور الشیخ حماد الأنصاری، الشیخ عبدالکریم مراد وغیرہ ہیں، جبکہ ازھر میں الشیخ سماحی، الشیخ محمد تازی، الشیخ سید صقر، الشیخ نواوی، الشیخ سید سابق وغیرہ ہیں۔

☆ التراث: آج کل برطانیہ میں آپ کی تبلیغی مصروفیات کیا کیا ہیں؟

☆☆ راشد صاحب: میں درج ذیل امور سرانجام دیتا ہوں:

۱- جمعیة اهل الحديث المركزية کا رکن ہوں۔

۲- علمی حلقوں میں صحیح البخاری کا درس دیتا ہوں۔

۳- المعهد العلمى اليمنى میں اسلامی تعلیم وتربیت کا لیکچر دیتا ہوں۔

۴- خاص عرب طلباء کے گھروں میں عربی گرائمر کی کتابیں پڑھاتا ہوں۔

۵- مصطلح الحدیث میں تدریب الراوی کا درس دیتا ہوں۔

۶- اصول الفقہ میں شرح الورقات پڑھاتا ہوں۔

☆ **التراث**: جناب مولانا! آج کل آپ یہاں بلتستان میں تشریف فرما ہیں اور جماعت اہل حدیث کے اعمال ونشاطات کو قریب سے دیکھ چکے ہیں۔ اس کے مثبت اور منفی پہلو آپ کی نظر میں کیا کیا ہیں؟

☆☆ **راشد** صاحب: الحمد للہ جماعت کے امور ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہیں، اور امید کرتا ہوں کہ یہ استمراریت برقرار رہے گی۔ یہاں ایک اہم پہلو کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں:

جامعة دارالعلوم میں لغة التدریس والمخاطبة (تدریسی زبان اور تکلم) عربی ہونی چاہئے جو کہ دین الاسلامی اور قرآن وحدیث کی زبان ہے، سارے علوم عربی ہی میں مدون ہیں۔ جنہیں ہم پڑھتے پڑھاتے ہیں، تو کلاس ودفتر کی زبان بھی یہی ہونی چاہئے۔ پہلے پہل مدرس اور طلبہ دونوں تنگی محسوس کریں گے، غلطیاں کریں گے، جو کہ بشریت کا لازمی تقاضا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ زبان چل جائے گی اور مشکلیں آسان ہوں گی۔

جامعة ابی بکر کراچی سے واپس آنے والے طلباء برطانیہ میں عربوں جیسی روانی سے بولتے ہیں۔ جب انسان غلطی کرتا ہے، اور کوئی اس کی درستی کرتا ہے تو دوبارہ وہی غلطی زندگی بھر نہیں کرے گا، اور ہمیشہ اس تصحیح کو یاد رکھے گا۔ دیکھئے نائجیریا کے طلباء کو عربی زبان کے ایک ایک لفظ کی اس طرح تلقین کی جاتی ہے جس طرح ان پڑھ کو قرآن مجید سکھایا جاتا ہے۔ بعد میں یہی طلباء عربی ایسی روانی سے بولتے ہیں گویا وہ عرب ہی ہوں۔ بہت سارے مواقع ایسے ہیں، جہاں عربی سے کام لیا جاسکتا ہے۔ مثلاً صف بندی کے موقع پر یہ کہنے میں کیا صعوبت ہے "أقیموا الصفوف، أتموا الصف الأول فالأول" کلاس میں جاتے نکلتے ہوئے "ادخل، اخرج، افتح الکتاب، ابدأالدرسَ وانتهى الدرسُ، کیف الحال؟" اس نہج سے ہم چلیں تو روزانہ ایک ایک دو دو الفاظ کا ذخیرہ کرتے ہوئے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ یہی میری آرزو اور تمنا ہے۔ ان شاء اللہ آپ لوگ ایسا ضرور کریں گے۔

اس کے علاوہ میری تجویز یہ ہے کہ مرکز اسلامی سکردو میں ماہانہ ایک سیمینار یا لکچر رکھا جائے، جس میں دور حاضر میں درپیش دینی ودنیوی مسائل کے تناظر میں درس دیا جائے۔ اس میں پروفیسر، جج، سرکاری آفیسر اور اہم شخصیات شریک ہوں۔ نشست کے بعد شکوک وشبہات اور ابھرتے سوالات کا جواب دیا جائے۔ آج کل تعلیم کی حکمرانی اور اسی کا راج ہے، مذہبی تعصبات بھی موجود ہیں، تشدد بھی ہے، فکری انحراف اور دین سے بغاوت بھی ہے۔ قرآن وحدیث کی تعلیمات ہی کو

بہتر طریقے اور مدلل انداز میں پیش کرنے سے تعصبات اور نفرتوں کو شکست ہوگی۔ اور عملاً آج دنیا میں مدلل بات کو سننا پسند کیا جاتا ہے، اور تعصب و جمود کی شکست و ریخت ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿قل هذه سبيلي أدعو الى الله على بصيرة أنا ومن اتبعني و سبحان الله وما أنا من المشركين ﴾

☆ التراث: برطانیہ میں تعلیم کا رجحان کیسا ہے؟ اور اسلامی مد و جزر کا کتنا عمل دخل ہے؟

☆☆ راشد صاحب! برطانیہ میں علم و آگاہی پر بہت توجہ مرکوز کی جاتی ہے۔ کسی چوک یا سیر گاہ میں دن کو کوئی نوجوان لڑکا یا لڑکی بے کار نظر آئے اور سکول پڑھنے کی عمر کا بچہ بازار میں نظر آجائے، تو پولیس والدین سمیت اس بچے کو گرفتار کر کے جیل کے حوالے کرتی ہے۔ اس طرح سرکاری سطح پر تعلیم کی کافی اہمیت ہے۔

اور جہاں تک اسلامی مد و جزر کا تعلق ہے تو الحمد للہ وہاں کے باشندوں میں اسلام کے لئے کوئی تعصب نہیں۔ لوگ باشعور ہیں، تحقیق و جستجو کے متوالے ہیں۔ دین اسلام پسند آنے کے بعد قبول کرتے ہیں۔ مولانا محمد عبدہ رحمہ اللہ (شیخ الأزهر الأسبق) نے دورہ برطانیہ کے بعد فرمایا تھا: ''...... وجدت هناك الأسلام ولم أجد المسلمين'' البتہ اس کے ساتھ ساتھ کچھ معاشرتی جکڑ بندیاں بھی ہیں۔ مثلاً والدین اپنے بچوں کی بلوغت کے بعد بالکل بے تعلق ہو جاتے ہیں، تھوڑی سی سختی کریں تو یہ خلاف قانون تصور کیا جاتا ہے۔ غیر انسانی آزادی حاصل ہے۔ جس سے مسلم کمیونٹی کو پریشانیاں بھی لاحق ہیں۔ ہمارے علاقے میں 100 سے زائد مساجد ہیں۔ چنانچہ اسے مدینة المساجد کہا جاتا ہے۔ لوگ دینی دروس سننے کے لئے دور دراز سے آتے ہیں۔ عید کے روز جامع مسجد میں جگہ نہیں ملتی۔

☆ التراث: جناب مہمان گرامی! ہم آپ کا تہہ دل سے دوبارہ شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے ہمارے لیے وقت نکالا، قیمتی نصیحتوں سے نوازا، علمی استفادہ کا موقع دیا، زندگی کے نشیب و فراز اور مختلف گوشوں سے آگاہی ہوئی۔ فجزاكم عنا وعن جميع المسلمين خيراً۔

(تاریخ اجراء الحوار: 15-4-2003)

❁❁❁❁❁❁